سیرت نگاری میں امام علی حلبی کا اسلوب

* نوید احمد شہزاد

سیرت حلبیہ کا شمار عربی زبان میں سیرت النبی پر لکھی گئی اہم کتب میں ہوتا ہے۔اہلِ علم اس کے زمانۂ تالیف سے لے کر موجودہ دور تک مسلسل اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔اس کتاب کے مصنف امام علی بن برہان الدین حلبی م1044ھ ہیں۔سیرت نگاری میں امام حلبی کے اسلوب کے ممتاز پہلوؤں کی وضاحت درج ذیل تین عنوانات کے تحت پیش کی جاتی ہے۔

① امام حلبی کا تعارف ۔

② سیرت حلبیہ کا تعارف۔

③ سیرت نگاری میں امام حلبی کا اسلوب۔

امام حلبی کا مکمل نام اور نسب اس طرح ہے۔علی بن برہان الدین بن ابراہیم بن احمد بن علی بن عمر الحلبی الشافعی۔آپ کا لقب نور الدین ہے(1) جب کہ بعض جگہ آپ کی کنیت ابوالفرج بھی مذکور ہے(2) آپ 975ھ کو بمطابق 1567ء مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں پیدا ہوئے(3) آپ کے آباء کا وطن حلب ہے جس کی مناسبت سے آپ علی حلبی کہلائے۔حلب شام کے شمالی حصے کا شہر ہے۔یہ تاریخی شہر یورپی زبانوں میں الیپو(Aleppo) کہلاتا ہے۔یہ حران سے تقریباً300 کلومیٹر کے فاصلے پر دمشق جانے والی شاہراہ پر واقع ہے اور مشہور شہر دمشق سے نو دن کی پیدل مسافت پر ہے۔اس کی آبادی 13 لاکھ سے زائد ہے۔معجم البلدان کے مطابق اس کا نام حلب (دودھ) اس لیے رکھا گیا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے قیام کے دوران یہاں بھیڑ بکریوں کا دودھ دوہا کرتے۔فقراء ''حلب، حلب'' پکارتے جمع ہو جاتے تھے۔اور وہ اسے فقیروں میں بانٹ دیتے تھے۔(4)

تعلیم وتدریس

امام علی حلبی نے اپنی زندگی میں متعدد اساتذہ وشیوخ سے علم حاصل کیا۔حلبی کے حالات زندگی کے بیان میں عام طور پر جن اساتذہ کے نام ملتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

⊙ الشّمس الرملی، ⊙ محمد البکری،

---

* لیکچرار شعبہ علومِ اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد۔

⊙ النورالزیادی،	⊙ الشہاب ابن قاسم،
⊙ ابراہیم العلقمی،	⊙ صالح البلقینی ابوالنصر الطبلاوی،
⊙ عبداللہ الشنشوری،	⊙ سعدالدین المرحومی،
⊙ سالم الشبشیری،	⊙ عبدالکریم البولاقی،
⊙ محمد الخفاجی ابوبکر الشوانی،	⊙ منصور الخوانکی،
⊙ محمد المیمونی،	⊙ علی بن غانم المقدسی،
⊙ محمد النحریری،	⊙ سالم السنہوری،
⊙ محمد بن الترجمان،	⊙ محمد الزفزاف
⊙ عبدالمجید خلیفہ	⊙ سیدی احمد البدوی (5)

حلبی کے اساتذہ کے حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد چند اہم نکات اخذ ہوتے ہیں۔

① حلبی کے اساتذہ کا تعلق عام طور پر مصر کی سرزمین خصوصاً قاہرہ سے رہا ہے۔عام طور پر اس امر کا تذکرہ نہیں ملتا کہ حلبی نے حصولِ علم کے لئے خاص طور پر کسی دوسرے شہر کا سفر کیا ہو یا کسی اور شہر میں کسی معروف عالم کے پاس اس مقصد کے لئے قیام کیا ہو۔آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ قاہرہ میں ہی بسر کیا ہے۔آپ کی قبر بھی قاہرہ کے قبرستانِ مجاورین میں ہے بلکہ حلبی کے کئی اساتذہ بھی اسی قبرستان میں دفن ہیں،جن میں النور الزیادی،ابوبکر الشوانی،محمد المیمونی،علی بن غانم المقدسی اور سالم السنہوری وغیرہ قابلِ ذکر ہیں(6)

② امام حلبی کے اساتذہ میں زیادہ تر وقت کے مشاہیر علما ہیں جو کہ مختلف علوم وفنون میں معروف رہے ہیں اور اکثر اساتذہ کا تعلق تصنیف وتالیف سے بھی رہا ہے۔آپ کے اساتذہ میں سے الشمس الرملی ''الشافعی الصغیر'' کہلاتے تھے۔استاذ الاساتذہ تھے اور بعض لوگوں نے آپ کو دسویں صدی ہجری کا مجدد بھی کہا ہے۔آپ کی فقہ شافعی کی فروع سے متعلقہ کئی اہم تالیفات ہیں(7) النور الزیادی جامعہ ازہر کے مفتی تھے ''حاشیہ علی شرح المنہج'' آپ کی معروف تالیف ہے الشہاب بن قاسم نے مختلف کتب پر حواشی لکھے۔جن میں نمایاں ''حاشیہ علی شرح جمع الجوامع'' ہے عبداللہ الشنشوری کو علم الفرائض میں خصوصی مہارت تھی۔اس فن میں آپ کی متعدد کتب اہلِ علم سے پذیرائی حاصل کر چکی ہیں(10) ابوبکر الشوانی نے بھی کئی کتب پر حواشی تحریر کئے نیز انہوں نے جلال الدین السیوطی کی ''الاسئلة السبعة'' کی شرح لکھی۔(11) غرضیکہ حلبی کے اساتذہ میں سے بہت سے علماء تالیف وتصنیف کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔

③ حلبی کے اساتذہ اگرچہ اپنے دور کے ممتاز علما میں سے تھے اوران کی متعدد کتب ہیں اور وہ تدریس کے پیشے سے وابستہ رہے مگران کے حالات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر ان میں کوئی بڑا سیرت نگار نہیں ہوا کہ جس کی کسی تالیف کو اس کی زندگی میں یا اس کی وفات کے بعد اہلِ علم نے سیرت النبی کے بارے میں معلومات کا بڑا مآخذ قرار دیا ہو۔

امام حلبی مستحکم فکر کے مالک تھے۔ زود فہم تھے۔ فتوی دینے میں زبردست قوتِ استدلال کے مالک تھے۔ آپ کے ہمعصر علماء آپ کی ذہانت کا اعتراف کرتے تھے۔ کئی علماء ان کو اپنی خاص درس کی مسند پر عزت واحترام سے بٹھاتے تھے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔(12)

امام حلبی مدرسہ صلاحیہ کے مشائخ میں سے تھے۔ آپ کا درس علماء کا مجمع ہوتا، اہلِ علم دور دراز سے سفر کر کے اس میں شریک ہونے کے لئے آتے۔ آپ اپنی بزرگی کے باوجود ہر ایک سے شفقت اور احترام سے پیش آتے اور اپنے درس کے دوران خوشگوار مزاج اپنائے رکھتے۔(13)

تابعی ہونے کا گمان

امام حلبی سے اگرچہ ایک بڑی تعداد میں عوام اور علماء نے استفادہ کیا مگر آپ کے تلامذہ میں سے جو نام زیادہ خصوصیت سے لیے جاتے ہیں ان میں النور الشبر املسی، شمس محمد الویسمی اور الشّمس محمد النحریری وغیرہ کے ہیں (14) امام حلبی کے شاگردوں میں سے الشبر املسی کا سیرت نگاری میں اہم مقام ہے۔ الشبر املسی باوجود نابینا ہونے کے علم فقہ اور سیرت میں نمایاں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی متعدد تالیفات میں سے المواہب اللدنیہ پر پانچ جلدوں میں تفصیلی حواشی اور ابن محبرؒ کی شرح الشفاء پر حاشیہ بھی ہے۔ آپ کی وفات 18 شوال 1087ھ کو ہوئی(15) آپ کے متعلق مذکور ہے کہ۔

> **((ولازم النور الحلبی صاحب السیرۃ الملازمۃ الکلیۃ))**(16)
>
> ''اور وہ سیرت والے النور الحلبی سے مکمل طور پر منسلک رہے''۔
>
> الشبر املسی کی حلبی سے روایت کی خاص بات یہ ہے کہ وہ حلبی کی جن صحابی رسول شمہروش سے روایت کو بیان کرتے ہیں۔
>
> **((الشبرا ملسی عن الحلبی صاحب السیرۃ عن شمھروش الجنی الصحابی من النبیؐ))**(17)
>
> ''شبر املسی سیرت والے حلبی سے، وہ جن صحابی شمہروش سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں''۔

مذکورہ اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ امام حلبی نے سیرت النبی کے واقعات کی کئی تفصیلات جن صحابی شمہروش سے بھی نقل کی ہیں۔ جن صحابی سے براہِ راست استفادے کے ذکر سے امام حلبی کی طرف تابعی ہونے کی نسبت کا گمان ہوتا ہے۔

تالیفات

حلبی نے متعدد چھوٹی کتب اور رسائل لکھے مگر آپ کو زیادہ شہرت سیرت میں آپ کی تالیف ''**انسان العیون في سیــرة الامین المامون**'' کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ آپ کی دیگر تالیفات میں ''**الکوکب المنیر فی مولد البشیر النذیر**'' ہے(18) لیکن کئی جگہ اس کا نام **الفجر المنیر بمولد النذیر البشیر** بھی مذکور ہے(19) آپ کا ایک کتابچہ بعنوان: ''**تعریف اهل الاسلام والایمان بان محمّدا لا یخلوا منه مکان ولا زمان**'' ہے۔ جس میں رسول کریم کے حاضر و ناضر ہونے پر بحث ہے۔(20) آپ کے دیگر رسائل وحواشی میں ''**حاشیه علی الاربعین**'' اور'' **حسن التبیین لما وقع فی معراج الشیخ نجم الدین**'' اور'' **شرح لیلة النصف من شعبان**'' اور شمائل نبوی پر آپ کی نامکمل تالیف جس کا نام آپ نے'' **الوفاء لشرح شمائل المصطفی**'' تجویز کیا۔ ان کے علاوہ حلبی کے جن چھوٹے رسائل یا کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

- **حاشیه علی منهج قاضی زکریا:** اس میں ان کے ساتھ الشیخ سلطان مزاحی کی معاونت بھی شامل رہی
- **حاشیه علی شرح المنهاج للجلال المحلی**
- **حاشیه علی شرح الورقات للجلال المحلی**
- **حاشیه علی شرح الورقات لابن امام الکاملیة**
- **حاشیه علی شرح التعریف للسعد**
- **شرح علی البرده ، شرح المنفرجة**
- **زهر المنیر** یہ سیوطی کی لغت میں ''**المزهر**'' کی مختصر ہے۔
- **شرح علی شرح القطر للفاکهی**
- **مطالع البدور فی المجمع بین القطر والشذور**
- **الفوائد العلویة بشرح شرح الازهریة**
- **التحفة السنیة شرح الاجرومیة**
- **غایة الاحسان بوصف من لقبه من ابناء الزمان**
- **حسن الوصول الی لطائف حکم الفصول**

- المحاسن السنية من الرسالة القشيرية
- الجامع الازهر لما تفرق من ملح الشيخ الاكبر
- النفخة العلوية من الاجوبة الحلبية
- النصيحة العلوية فی بيان حسن الطريقة الاحمدية
- المختار من حسن الثناء فی العفو عمن جنا
- اللطائف من عوارف المعارف
- الطراز المنقوش فی اوصاف الحبوش
- صابة العبابة مختصر ديوان العبابة
- انقاد المهج لمختصر الفرج
- متن فی التعريف،
- حسنات الوجنات
- النواضر من الوجوه والنظائر
- اعلام الناسک باحکام المناسک
- قطعة لطيفة علی الجامع الصغير
- تحرير المقال فی بيان وحدة من نحو لا اله الاالله وحده من ای انواع الحال
- شرح علی شرح البسلمة للقاضی زکريا سماه خير الکلام علی البسلمة والحمد لله لشيخ الاسلام
- قطعة علی اوائل تفسير البيضاوی و
- رسالة لطيفة فی التصوف و دخان التسغ وغیرہ۔(21)

امام علی حلبی نے 1044ھ بمطابق 1635ء کوشعبان کی آخری تاریخ میں ہفتے کے روز وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر 69 سال تھی۔ آپ کوقاہرہ میں قبرستان مجاورین میں دفن کیا گیا۔(22)

❷ انسان العيون فی سيرة الامين المامون (سیرت حلبیہ)

سیرت حلبیہ کا اصل نام ''انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون'' ہے۔ مصنف کی نسبت کی وجہ سے اہل علم کے درمیان ''سیرت حلبیہ'' کے نام سے معروف ومتداول ہے۔ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے۔ کئی دفعہ اس کی طباعت حاشیہ پر سیرت دحلانیہ کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ 1320ھ میں یہ کتاب المکتبہ الاسلامیہ، بیروت نے شائع

کی ہے۔اسی طرح دار احیاء التراث العربی بیروت نے بغیر سن اشاعت اس کو کئی دفعہ طبع کیا، اور ان دونوں طبائع میں سیرت حلبیہ کے حاشیہ پر سیرت دحلانیہ ہے اور کئی دفعہ یہ کتاب سیرت دحلانیہ کے بغیر منفرد بھی چھپی ہے۔جیسے 1384ھ کے سن اشاعت کے ساتھ اسے مصطفیٰ البابی الحلبی ، مصر کے ادارے نے شائع کیا ہے۔یہ کتاب عربی متن میں عام طور پر تین جلدوں میں دستیاب ہے۔جن میں سے ہر جلد کے تقریباً چار صد کے قریب صفحات ہیں۔ المکتب الاسلامی بیروت کے طبع کے کل ایک ہزار چھتیس صفحات ہیں۔جن میں جلد اول کے چار صد انیس (419) دوسری جلد کے تین صد سینتالیس (347) اور تیسری جلد کے تین صد ستّر (370) صفحات ہیں۔(23)

اس کتاب کا اُردو زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔جو کہ دارالعلوم دیو بند کے فاضل مولانا محمد اسلم قاسمی نے کیا ہے اور دارالاشاعت کراچی سے 1999ء میں چھ جلدوں میں چھپ چکا ہے۔مترجم قاسمی کا خیال ہے کہ اُردو دان اہل علم اس زبان میں سیرت النبی کے کسی مستند، مفصل اور مربوط مآخذ سے محروم تھے۔انہیں سیرت سے متعلقہ کسی واقعہ کی تفصیل جاننے کے لئے متعدد کتب کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا اور بسا اوقات شدید محنت کے بعد بھی مطلوبہ تفصیل فراہم نہیں ہوتی تھی۔مزید کہتے ہیں کہ اس حوالے سے اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اہل علم اور عوام اس کی خصوصی افادیت سے انکار نہ کرسکیں گے (24)

مضامین کی عمومی ترتیب

سیرت حلبیہ میں مصنف نے کتاب کے شروع میں ایک مختصر مقدمہ لکھا ہے اور اس کے بعد سیرت طیبہ سے متعلقہ معلومات کو مختلف ابواب میں زمانی ترتیب کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ان ابواب کی کل تعداد تریسٹھ ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

① چار ابواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل زندگی کے بارے میں ہیں۔
② پندرہ ابواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از بعثت زندگی کے بارے میں ہیں۔
③ پندرہ ابواب ہی بعد از بعثت مکی زندگی کے بارے میں ہیں۔
④ ایک ایک باب ہجرت مدینہ، بدء الاذان، مغازی، سرایا، وفود، مکاتیب، وفات اور مضامین کے اجمالی اعادے کے لیے ہے۔
⑤ حجۃ الوداع کا اہتمام سے تفصیلی بیان ہے، مگر اس پر باب نہیں باندھا۔
⑥ بائیس ابواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والے افراد و اشیاء کی وضاحت کے لیے متفرق عنوانات پر مشتمل ہیں۔(25)

سیرت حلبیہ کی بنیاد

سیرت حلبیہ کے مقدمے میں مصنف نے واضح کیا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب سیرت النبی پر لکھی گئی دو معروف کتابوں کو بنیاد بناتے ہوئے تحریر کی ہے۔ اور ان کے خیال میں وہ ان کتابوں کا خوبصورت نمونے اور خوش کن اسلوب کے ساتھ ایسا خلاصہ لکھنا چاہتے تھے جو علماء و مشائخ میں قبولیت پا سکے۔ حلبی نے جن دو کتابوں کو سیرت حلبیہ کی بنیاد قرار دیا ہے ان میں ایک ''عیون الاثر'' اور دوسری ''سیرت شامیہ'' ہے۔(26) سیرت شامیہ ایک ہزار ابواب پر مشتمل سیرت النبی کی ضخیم کتاب ہے، جس کا اختصار قاری کے لیے سہولت دے سکتا تھا۔ حلبی کہتے ہیں کہ سیرت شامیہ کی بہت سی خوبیوں کے باوجود اس میں بہت سی معلومات اضافی اور غیر متعلقہ ہیں، جبکہ عیون الاثر اگرچہ دو جلدوں میں مختصر کتاب ہے مگر مصنف نے اسناد کے ذکر کے ساتھ طوالت والا معاملہ کیا ہے۔ حلبی کہتے ہیں کہ میں ان دونوں کتب کو ملا کر نیا خوبصورت نمونہ تشکیل دینا چاہتا ہوں۔ گویا حلبی کے پیش نظر ایک معتدل اور متوازن کتاب لکھنا مقصود تھا، جس میں ان دونوں کتب کی خامیوں سے پرہیز کیا جائے۔(27)

سیرت حلبیہ کی اصطلاحات

سیرت حلبیہ میں عیون الاثر اور سیرت شامیہ کے لیے علامات کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔ عیون الاثر کے لیے حلبی عموماً ''اصل'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ سیرت شامیہ سے ماخوذ اقتباس کے لیے لفظ ''قال'' کا اضافہ کرتے ہیں اور اگر اس کتاب سے ماخوذ اقتباس مختصر ہو تو ''ای'' لکھ دیتے ہیں اور کبھی اس کے برعکس طویل اقتباس کے لیے ''ای'' اور اختصار کے لیے ''قال'' کا لفظ بھی لکھ دیتے ہیں اور اقتباس کے اختتام پر ''انتھی'' لکھتے ہیں۔ سیرت شامیہ کو سیرت ہشامیہ ''ہ'' کے اضافے کے ساتھ بھی سیرت حلبیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ حلبی کہتے ہیں کہ جہاں ماخوذ اقوال سے ہٹ کر میں اپنی رائے دیتا ہوں تو ''اقول'' کا لفظ بڑھا دیتا ہوں۔ حلبی نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ جہاں وہ مذکورہ کتب سے اقتباس لیتے ہیں تو اقتباس کے اختتام پر وہ سرخ رنگ سے دائرہ کا نشان لگا دیتے ہیں۔(28) لیکن اس کتاب کے متداول نسخوں میں عموماً سرخ رنگ کے ایسے نشانات موجود نہیں ہیں۔

❸ سیرت نگاری میں امام حلبی کا اسلوب

سیرت نگاری میں امام حلبی کے اسلوب کے نمایاں پہلوؤں کو درج ذیل ضمنی عنوانات کے تحت واضح کیا جاتا ہے۔

① روایات میں مطابقت پیدا کرنا۔

② رائے مسلط کرنے سے گریز کرنا۔

③ ضمنی موضوعات کی کثرت ہونا۔

④ تصوف کی طرف نمایاں رجحان ہونا۔

⑤ استخراجی طریقہ استنباط اختیار کرنا۔

⑥ شافعی مسلک کو اہمیت دینا۔

⑦ تلفظ اور اعراب کے اظہار پر توجہ دینا۔

① روایات میں مطابقت پیدا کرنا

حلبی کا خیال ہے کہ سیرت اور مغازی کے واقعات نقل کرنے کے لیے محدثین کے روایت لینے کے معیار سے کم تر معیار کی مرویات بھی قبول کی جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں حلبی کے الفاظ ملاحظہ کریں۔

((ولا يخفى ان السير تجمع الصحيح والسقيم والضعيف والبلاغ والمرسل والمنقطع والمعضل دون الموضوع و من ثم قال الزين العراقى رحمه الله وليعلم الطالب ان السيرا...... تجمع ما صح و ما قد انكرا))(29)

''اور مخفی نہ رہے کہ سیرت صحیح، سقیم، ضعیف، بلاغ، مرسل، منقطع، معضل ہر قسم کی مرویات کو سوائے موضوع روایات کے جمع کرتی ہے۔ اسی وجہ سے الزین العراقی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ طالب علم کو جاننا چاہیے کہ سیرت جمع کر دیتی ہے اس کو بھی جو صحیح اور اس کو بھی جو منکر ہے''

حلبی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل اور دوسرے ائمہ نے قرار دیا ہے کہ جب ہم حلال و حرام کے سلسلہ میں روایات لیتے ہیں تو پھر سختی کرتے ہیں اور جب ہم فضائل وغیرہ کے بارے میں مرویات اکٹھی کرتے ہیں تو نرمی کا پہلو اختیار کرتے ہیں۔ اس کے بعد حلبی فیصلہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

((وفى الاصل والذى ذهب اليه كثير من اهل العلم الترخص فى الرقائق ومالا حكم فيه من اخبار المغازى وما يجرى مجرى ذلك و انه يقبل منها ما لا يقبل فى الحلال والحرام لعدم تعلق الاحكام بها)) (30)

''درحقیقت جس رائے کی طرف زیادہ تر اہل علم گئے ہیں وہ یہ ہے کہ رقائق اور مغازی کے وہ واقعات جن میں احکام نہ ہوں ان میں رخصت ہے اور ان میں وہ روایات بھی قبول کر لی جاتی ہیں جو کہ حلال و حرام میں قبول نہیں کی جاتیں کیونکہ ان کا احکام کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا''

الغرض حلبی نے سیرت طیبہ کے واقعات کو نقل کرتے ہوئے صرف صحیح احادیث پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان میں ضعیف اور کمزور قسم کی روایات کو بھی قبول کیا ہے۔

سیرت کی روایات کونقل کرتے ہوئے امام حلبی عموما ایک موضوع کے بارے میں روایات کے درمیان پایا جانے والا اختلاف بھی ذکر کرتے ہیں اور عام طور پر کوشش کرتے ہیں کہ اس اختلاف کی اس طرح توضیح کی جائے کہ موافقت کی صورت پیدا ہو جائے۔ اس بارے میں مزید وضاحت سیرت حلبیہ کے ایک مقام سے اقتباس پیش کر کے کی جاتی ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچنے والے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو راستے میں شام سے آنے والا مسلمان تاجروں کا ایک قافلہ ملا جس میں جناب زبیر بھی تھے۔ انھوں نے رسول اللہ اور جناب ابوبکر کو سفید کپڑے پہنائے۔ اس معاملے کی صراحت صحیح بخاری میں ہے۔(31) لیکن ایک قول یہ بھی ہے کہ دونوں کو سفید لباس جناب طلحہ بن عبید اللہ نے پہنایا تھا۔ حافظ دمیاطی دونوں روایات کا جائزہ لینے کے بعد بخاری کی صحیح روایت کو ترجیح دیتے ہیں مگر حلبی اس موقع پر حافظ دمیاطی پر تنقید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ دونوں کی ہی دوران سفر آپ سے ملاقات ہوئی ہو اور دونوں نے آپ کو ایسا لباس پہنایا ہو اور پھر اس تطبیق کے بارے میں کہتے ہیں:

((و هذا الجمع اولی من ترجیح الحافظ الدمیاطی لهذا القول))(33)

''حافظ دمیاطی کے اس قول کو ترجیح دینے سے یہ تطبیق بہتر ہے''۔

حلبی روایات کے مفاہیم کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اگر چہ ان میں سے کوئی روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ بسا اوقات واضح بھی کرتے ہیں کہ روایت صحت کے اعتبار سے نا قابل قبول ہے۔ لیکن اس کے باوصف روایت کے مفہوم کی دیگر روایات کے مفہوم کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس حوالے سے سیرت حلبیہ سے کئی امثلہ دی جاسکتی ہیں۔ سرِ دست یہاں ایک مثال ذکر کرنے پر کفایت کی جاتی ہے۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقع پر اذان سماعت فرمائی۔ حلبی اس مفہوم کی روایات کے بارے میں حافظ ابن حجر کا قول اس طرح پیش کرتے ہیں۔

((وقد قال الحافظ ابن حجر الحق انه لم یصح شيء من هذه الاحادیث))

''حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ حق بات یہ ہے کہ (لیلۃ الاسراء کے موقع پر آپ کے اذان سننے کے بارے میں آنے والی) احادیث میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے''۔

ان روایات کے منکر اور نا قابل قبول ہونے کی وضاحت کرنے کے باوجود حلبی ان روایات کے مفہوم کی دوسری روایات کے مفہوم کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ..

((و حینئذ لا یخالف هذا ما تقدم انه لما اسری به اذن جبریل))(34)

''اور تب یہ گزشتہ کے مخالف نہیں ہے کہ جس میں ذکر ہے کہ جب آپ کو معراج کرایا گیا تو جبریل نے اذان دی''۔

الغرض امام حلبی نے سیرت نگاری کے لئے ضعیف روایات کو بھی نقل کیا ہے اور ان کے مفاہیم کے صحیح روایات کے مفاہیم سے ٹکراؤ کی صورت میں ضعیف روایات کے مفاہیم کو مسترد کرنے کی بجائے عموماً کوشش کی ہے کہ دیگر روایات کے مفاہیم سے ان کی مطابقت کی صورت نکل سکے۔

② رائے مسلط کرنے سے گریز کرنا

حلبی عام طور پر جب کسی آیت کی تفسیر میں اپنی رائے دیتے ہیں تو اپنی رائے کی تائید میں کوئی دلیل یا شہادت بھی پیش کرتے ہیں تاکہ اپنی رائے اور استدلال کی مضبوطی کو واضح کر سکیں۔ حلبی کے اس اسلوب کے سیرت حلبیہ میں کئی شواہد ہیں جن میں سے ایک کو بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ سورۃ ابراہیم میں فرمان الٰہی ہے:

﴿وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه﴾ (35)

''ہم نے ہر نبی کو اس کی قومی زبان میں ہی بھیجا ہے''۔

اس آیت کے حوالے سے اولاً سیرت حلبیہ میں ایک اشکال وارد کیا گیا ہے کہ اگر ہر رسول اپنی قوم کی زبان کے ساتھ ہی بھیجا گیا ہے تو رسول اللہ کی رسالت صرف عربوں تک ہی ہونی چاہیے کیونکہ آپ کو صرف عربی ہی آتی تھی۔ پہلے حلبی اس اشکال کی تردید کرتے ہوئے اپنی رائے دیتے ہیں:

((لانه لا يدل على اقتصار رسالته عليهم بل على كونه متكلم بلغتهم ليفقهوا عنه اولا ثم يبلغ الشاهد الغائب..الخ)) (36)

''اس لیے یہ بات ان کی رسالت کے ان تک محدود رہنے پر دلالت نہیں کرتی بلکہ اس کا مطلب ہے کہ وہ ان کی زبان سمجھنے والے تھے۔ تاکہ وہ اولاً آپ سے سمجھیں۔ پھر موجود غائب تک بات کو پہنچا دیں''۔

اس کے بعد حلبی اپنی رائے کی تائید میں ذکر کرتے ہیں کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اپنی عبرانی زبان کی کتابوں کے ساتھ بنو اسرائیل کی طرف مبعوث کیے گئے حالانکہ ان کی امت میں وہ لوگ بھی تھے جو عبرانی اور سریانی نہ جانتے تھے بلکہ ان کی زبان یونانی تھی۔ جیسے روم کے لوگ، اگر زبان مختلف ہونے کے باوجود جناب موسیٰ وعیسیٰ کی رسالت کی وسعت کو تسلیم کیا جاتا ہے تو زبان مختلف ہونے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اہل عرب تک محدود ہونے کا استدلال کس طرح درست ہوگا۔(37) حلبی تجزیہ کرتے ہوئے زیادہ تر اپنی رائے کو نرم لہجے میں ذکر کرتے ہیں اور کئی دفعہ اس سے اختلاف کے امکانات موجود ہونے کی طرف اشارہ بھی کر دیتے ہیں۔ اس طریقہ کار کی

وضاحت سیرت حلبیہ سے لی گئی درج ذیل مثال سے کی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیئر معونہ کی طرف لوگوں کو دین کی دعوت دینے کے لیے قراء کی ایک بڑی جماعت کو روانہ فرمایا اس علاقے کے لوگوں کی دین کی طرف مائل ہونے کی نشاندہی ابو براء عامر بن مالک نے کی تھی (38) مذکورہ شخص کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابتدائی رابطہ کرنے کے بارے میں دو روایات ہیں۔ایک روایت میں ہے کہ وہ خود آپ کے پاس ڈھالوں اور سواریوں کا تحفہ لے کر آیا تھا۔ جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ وہ خود نہیں آیا تھا بلکہ اس نے تحفے میں گھوڑا بھیجا تھا اور اپنی بیماری کے علاج کے لیے استدعا کی تھی۔حلبی ان دونوں روایات کو ذکر کرتے ہوئے اس واقعہ کے دو دفعہ ہونے کو ممکن قرار دیتے ہوئے اپنی رائے کو لچک کے ساتھ یوں ذکر کرتے ہیں:

((ولعل هذا كان بعد ما تقدم و يحتمل ان يكون قبله و هو الاقرب والله اعلم))(39)

''اور شاید یہ واقعہ گزشتہ واقعہ کے بعد ہوا ہو۔اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے پہلے ہوا ہو اور یہی زیادہ قرین صواب ہو۔اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے''۔

حلبی تطبیق کے لیے اپنی رائے قائم کرنے یا اس پر اصرار کرنے کی بجائے کئی دفعہ قاری کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ سوچ بچار کرے اور اپنی رائے قائم کرے۔اس کی سیرت حلبیہ سے بطور نمونہ ذیل کی مثال پیش کی جاتی ہے۔

سیدنا ابو عامر الاشعری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ دے کر اوطاس کی طرف روانہ فرمایا۔کئی دشمنوں کو قتل کرنے کے بعد وہ شہید ہو گئے۔لیکن ان کے قاتل کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ایک روایت کے مطابق وہ اسلام لے آیا تھا اور اس کا اسلام اچھا رہا۔ جب کہ صحیح بخاری میں ہے کہ ان کے قاتل کو ان کے بھتیجے ابو موسی الاشعری نے قتل کر دیا تھا(40) حلبی نے ان روایات میں تطبیق دینے کی بجائے صرف چند الفاظ اس طرح لکھتے ہیں:

((فليتامل المجمع بين هذا و ما قبله)) (41)

''پس اس کے اور اس سے پہلے روایت کے درمیان موافقت کے لیے غور و فکر کرنا چاہیے''۔

الغرض امام حلبی کے اسلوب کی یہ خوبی ہے کہ وہ عموما اپنی رائے کے حق میں اگر چہ دلیل بھی ذکر کرتے ہیں مگر وہ اسے جذباتی انداز سے پیش کرنے سے احتراز کرتے ہیں اور اسے قاری پر مسلط کرنے کی بجائے قاری کو اپنی رائے خود سے قائم کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

③ ضمنی موضوعات کی کثرت ہونا

سیرت حلبیہ میں واقعات سیرت کے علاوہ بھی دیگر موضوعات پر کافی معلومات ہیں۔بعض اوقات حلبی سیرت النبی کے واقعات ذکر کرتے ہوئے قاری کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے اضافی معلومات بھی پیش کر دیتے ہیں، جن سے اگر چہ قاری کو عقائد، احکام اور فضائل وغیرہ کے بارے میں کافی معلومات مل جاتی ہیں لیکن بعض اوقات اس ضمن میں حلبی کے عجب پسندی کی طرف مائل ہونے کا بھی احساس ہوتا ہے۔

سیرت حلبیہ میں عجیب معاملات کے متعلق اضافی معلومات دینے کی امثلہ کافی ہیں۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق مذکور ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے گھوڑے پر سواری کی۔ان کی پکار پر سرزمین عرب کے تمام گھوڑے سر جھکا کر کھڑے ہوئے۔گھوڑوں کی تخلیق کے بارے میں عجیب معلومات ذکر ہیں۔ذوالقرنین کے متعلق بیان ہے کہ اس کے لشکر میں چھ ہزار خاص قسم کے مادہ گھوڑے تھے، جو کہ رات کو بھی آب حیات دیکھ سکتے تھے۔ہاتھی کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی آواز بہت کمزور ہوتی ہے اور وہ بلی سے ڈرتا ہے۔ہندوستان کے مہاراجہ کے ٹہنی کے پیٹ پر پھیر کر بھوک ختم کرنے کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ایران کے بادشاہوں کے دورحکومت کا سالوں میں حساب نکالنے کا ذکر ہے۔اس سے چند صفحے آگے چھوٹی عمر میں بولنے والے بچوں کے عجیب وغریب قصوں کا ذکر ہے۔جس میں ابن عربی کے حوالے سے ایک سال کی بچی کے فتویٰ دینے کا تذکرہ ہے۔غرضیکہ اس طرح کی کافی امثلہ ہیں جن کی وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ واقعی سیرت حلبیہ میں کئی معلومات سیرت نگاری سے ہٹ کر بھی ہیں(42)

کئی دفعہ حلبی سیرت طیبہ کے واقعات کو ذکر کرتے ہوئے کسی موضوع پر ضمنی بحث کو شروع کرتے ہیں اور پھر اس ضمنی موضوع کے اندر مزید کسی نئے موضوع کو بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں بلکہ بسا اوقات ضمنی در ضمنی موضوعات کا سلسلہ طویل ہو جاتا ہے۔جیسے حلبی تحویل قبلہ کے حالات ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ اور منبر کا ذکر کرتے ہیں۔اس کے بعد بحث کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کب بنوایا تھا۔پھر بحث کرتے ہیں کہ یہ منبر کس چیز سے بنا ہوا تھا اور کس کیفیت کا تھا۔اس کے بعد اس منبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیش آنے والے حالات وواقعات بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔جس میں بنی امیہ اور مصری سلاطین کے تذکرے کو بھی شامل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔یہیں سے وہ قرطبہ کی جامع مسجد کے عجیب منبر کا ذکر شروع کرتے ہیں۔پھر اس کے ضمن میں بھی مسجد قرطبہ کے دیگر عجائبات کا تعارف کرانے لگ جاتے ہیں۔اس کے بعد پھر دوسرے سلاطین اور خلفاء کے منابر کی تفصیلات دینا شروع کر دیتے ہیں۔(43)

الغرض سیرت حلبیہ میں کئی مقامات ایسے ہیں جہاں حلبی نے ضمنی موضوعات پر لکھتے ہوئے ان کے مزید ذیلی عنوانات یا ملحقہ مقامات کو بھی شامل موضوع کرلیا ہے، جس سے ضمنی در ضمنی بحث کی ایک عجیب صورت پیدا ہو جاتی ہے

④ تصوف کی طرف رجحان ہونا

سیرت حلبیہ کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ امام حلبی کا تصوف کی طرف خاصا رجحان ہے۔ کیونکہ سیرت حلبیہ میں متعدد مقامات پر تصوف کے اسرار بیان کیے گئے ہیں، جس کی وجہ حلبی کا تصوف کی طرف رجحان ہے۔ جیسے بدء الوحی کی تفصیلات کے دوران صوفیہ کی اصطلاح ''حلول'' پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر تھوڑا آگے جاکر ''مقام فنا'' کا تعارف کرایا گیا ہے۔ غزوہ خندق کے آخر میں اولیاء کی کرامات بیان کی گئی ہیں۔(44) سیرت حلبیہ کے متعدد مقامات پر ظاہر و باطن شریعت کے حوالے سے بھی قارئین کو معلومات دی گئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کے بیان میں بھی ظاہر و باطن شریعت کا تذکرہ ہے۔ نیز تصوف کی اصطلاحات پر قدرے تفصیل سے معلومات دی گئی ہیں۔(45)

سیرت نگاری کے ضمن میں متصوفانہ عقائد کے ذکر کے قابل اعتراض ہونے پر ضروری نہیں کہ تمام اہل علم کا اتفاق ہو لیکن بعض اوقات حلبی کے کلام سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے جذباتی رجحان کے تحت خیالات کو پیش کرتے ہوئے ایسے افکار بھی ذکر کر دیتے ہیں جن کو مبنی بر حقیقت ثابت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جیسے چودہ کسانوں کے شیخ شعرانی کی ایک چپاتی سے سیر ہونے کا ذکر ہے اور شیخ شناوی کے دو آدمیوں کے کھانے سے سینکڑوں لوگوں کو کھلانے کی کرامات وغیرہ کا ذکر ہے۔(46)

سیرت حلبیہ کے بعض مقامات پر تصوف کے رموز و اسرار بھی ذکر کر دیے گئے ہیں، جن کی تائید میں حلبی بسا اوقات منفرد آراء بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ بطور نمونہ ذیل میں سیرت حلبیہ کے ایک مقام کی وضاحت کی جاتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ حجر اسود کے بارے میں رسول اللہ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

((لیاتین هذا الحجر یوم القیامة و له عینان یبصر بهما و لسان ینطق به یشهد علی من یستلمه بحق)) (47)

''یہ پتھر قیامت کے دن ضرور اس حالت میں آئے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی۔ جن سے یہ دیکھ رہا ہوگا اور زبان ہوگی جس سے یہ بول رہا ہوگا۔ جس نے اس کو بوسہ دیا ہوگا اس کے بارے میں حق کے ساتھ گواہی دے گا''۔

حلبی ذکر کرتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ دنیا میں بھی بسا اوقات حجر اسود اپنی جگہ سے نکل کر دو ہاتھ اور دو ٹانگوں اور چہرے کے ساتھ تھوڑی دور تک چلا ہو۔ اس کے بعد وہ تائید میں بعض صوفیہ کا بیان ذکر کرتے ہیں جنھوں نے ایسا ہوتے دیکھا۔(48) الغرض سیرت حلبیہ میں ایسی آراء کا بیان حلبی کے تصوف کی طرف رجحان کی وجہ سے ہے۔

⑤ استخراجی طریقۂ استنباط اختیار کرنا

اگرچہ سیرت حلبیہ میں سیرت النبی کے واقعات کے ذکر کے دوران کافی مقامات پر حلبی نے متعلقہ احکام بھی ذکر کیے ہیں، لیکن اس اسلوب کی سیرت حلبیہ میں بالاستیعاب پابندی نہیں کی۔ کئی مقامات پر متعلقہ شرعی احکام سے بحث کردی گئی ہے، اور سیرت حلبیہ کے کئی مقامات پر اس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ جیسے غزوۂ الحدیبیہ کے حالات کو ذکر کرتے ہوئے حلبی آخر میں حرمت خمر کے بارے میں آیات اور ان سے متعلقہ واقعات کو ذکر کرتے ہیں۔ لیکن اس مقام پر خمر سے متعلقہ فقہی احکام اور فروعی یا دیگر ضروری مسائل کے بارے میں فقہاء کی آراء عام طور پر ذکر نہیں کی گئیں۔ (49)

ایک اصول پیش کرنے کے بعد اس کی تائید میں مختلف واقعات ذکر کرنے کا استقرائی طریق کار اختیار کرنے کی بجائے حلبی نے عام طور پر استخراجی طریق کار کے ذریعے واقعات سیرت سے ماخوذ احکام ذکر کرنے کا اسلوب اپنایا ہے۔ یعنی حلبی سیرت النبی کے واقعات کو تسلسل سے ذکر کرتے ہیں اور جہاں کسی واقعہ سے کوئی حکم اخذ ہو رہا ہو اس کا استخراج کر کے واقعات سیرت کے ضمن میں ہی اسے ذکر کر دیتے ہیں۔ سیرت حلبیہ میں اس اسلوب کی جھلک کثیر مقامات پر ہے۔ یہاں وضاحت کے لیے بطور نمونہ ایک مقام کو ذکر کرنے پر کفایت کی جاتی ہے۔

عہد جاہلیت میں حرب فجار ثانی کا ایک سبب اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ بنو عامر کی ایک عورت عکاظ کے بازار میں بیٹھی تھی تو اس سے قریش کے ایک نوجوان نے چہرے سے نقاب ہٹانے کا مطالبہ کیا۔ عورت نے انکار کیا تو اس جوان نے عورت کا لباس اس کی لاعلمی میں پیچھے باندھ دیا۔ جب وہ عورت اچانک کھڑی ہوئی تو لباس کھنچ جانے سے اس کی پیٹھ ننگی ہوئی۔ لوگ ہنسے اور عورت کی چیخ و پکار سے اس لڑائی کی ابتدا ہوگئی۔ (50) حلبی اس کے بعد دیگر واقعات کو تسلسل سے ذکر کرتے ہیں مگر عبارت کے دوران ہی اس واقعہ سے استدلال کرتے ہیں کہ:

((وقوله فسألها ان تكشف وجهها فابت يدل على ان النساء في الجاهلية كن يابين كشف وجوهن)) (51)

''اور اس کا یہ کہنا کہ اس نے عورت سے اپنا چہرہ کھولنے کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا''

یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جاہلیت میں عورتیں اپنے چہروں کو کھولنے سے انکار کرتی تھیں۔

غرضیکہ امام حلبی کے اس اسلوب اور طرز استدلال کی جھلک ان کی پوری کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

⑥ شافعی مسلک کو اہمیت دینا

سیرت حلبیہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ حلبی اپنے شافعی مسلک سے تعلق کو ظاہر کرنے میں کوئی

ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ انھوں نے سیرت طیبہ کے احوال بیان کرتے ہوئے جہاں کہیں ضمناً مسائل پر بحث کی ہے تو اکثر اوقات شافعی مسلک کو ترجیح دی ہے۔ جیسے سیرت حلبیہ میں امام شافعی کے فضائل کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ رسول کریم کے والد عبداللہ کے عوض سو اونٹ قربان کرنے کے ذکر پر حلبی کہتے ہیں کہ ہم شافعیوں کے نزدیک یہ منت سرے سے باطل ہے۔ نماز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے امام کے بلند آواز میں بسم اللہ پڑھنے کے حق میں امام شافعی کی رائے کو ترجیح دی گئی ہے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ شوافع کے نزدیک ولادت کے وقت بچہ کے ساتھ آنے والے خون کو نفاس نہیں بلکہ بعد میں آنے والے خون کو نفاس کہتے ہیں۔ یہ بھی ذکر ہے کہ شوافع حضرات کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نام افضل ہے۔اس لیے رسول اللہ کا یہی نام افضل ہے۔(52) غرضیکہ دوسرے مسالک کی بجائے سیرت حلبیہ میں شافعی مسلک کی ہی جھلک زیادہ نمایاں ہے۔

سیرت طیبہ کے واقعات کے ضمن میں متعلقہ احکام ذکر کرتے ہوئے امام حلبی شافعی مسلک کو زیادہ اہمیت سے ذکر کرتے ہیں۔ اگرچہ کئی دفعہ وہ مسائل میں اختلاف کو ذکر کرنے پر توجہ دیتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ لیکن سیرت حلبیہ میں ایسے کثیر مقامات ہیں جہاں حلبی نے صرف شافعی مسلک کے ذکر پر ہی کفایت کی ہے اور متعلقہ معاملے میں کسی دوسرے امام یا فقیہ کی رائے کو ذکر نہیں کیا۔ نیز سیرت حلبیہ میں شوافع کے نقطہ نظر کا دفاع کیا گیا ہے اور مسلک شافعی کے مطابق آراء کی فوقیت کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس کے متعدد شواہد میں سے ایک ذیل میں پیش کیا جاتا ہے، تاکہ حلبی کے اسلوب کے اس پہلو کی وضاحت ہو سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب جماعت کے ساتھ پانچ نمازیں فرض کی گئیں تو آپ کو ادائیگی کا طریقہ کار سکھانے کے لیے جناب جبریلؑ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ کی اقتداء میں نماز پڑھی جب کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔(53) حلبی کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو خود دوسرے کی اقتدا میں ہو اس کی اقتدا میں بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ بخلاف شوافع کے کہ وہ اس کو جائز نہیں سمجھتے۔ حلبی شوافع کا نقطہ نظر ذکر کرتے ہیں اور اس کا دفاع بھی کرتے ہیں۔اس بارے میں ان کا نمونہ تحریر ملاحظہ فرمائیے۔

((لا كما يقوله ائمتنا من منع ذلك واجيب عنه من جانب ائمتنا بان مضى كونه ﷺ مقتديا بجبريل انه متابع له فى الافعال من غيرنية اقتداء ولا ايقاف فعله على فعل جبريل فلا يشكل على ائمتنا))(54)

''مقتدی کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست نہیں۔ ہمارے ائمہ اس سے منع کرتے ہیں اور دیگر فقہاء کے مؤقف کے جواب میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے جبریل کے مقتدی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کے افعال کی پیروی اقتداء کی نیت کے بغیر کر رہے تھے اور آپ

کا فعل جبریل کے فعل پر موقوف بھی نہیں تھا۔اس لئے ہمارے ائمہ کے مؤقف پر اشکال وارد نہیں ہوتا''۔

اس کے بعد حلبی نے اس سلسلے میں مزید اعتراضات اوران کے جوابات بھی ذکر کیے ہیں۔

سیرت نگاری کے دوران مسائل پر بحث کرتے ہوئے حلبی نہ صرف مسلک شافعی کو ذکر کرنے پر توجہ دیتے ہیں بلکہ اختلافی آراء کے بعد بعض دفعہ حاصل کلام پیش کرتے ہوئے یا فیصلہ کن رائے دیتے ہوئے بھی مسلک شافعی کو ترجیح دیتے ہیں۔اس کے متعدد شواہد میں سے ایک ذیل میں بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

حجۃ الوداع کے واقعات کے ضمن میں سیدہ صفیہؓ کے حوالے سے منقول ہے کہ وہ طواف افاضہ کے بعد ایام سے ہو گئیں۔تب انھوں نے رسول اللہ سے دریافت فرمایا اور عرض کیا کہ اب طواف وداع کے لیے مجھے طہر کا انتظار کرنا پڑے گا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے یوم النحر کو طواف کرلیا یا طواف الافاضہ کرلیا ہے۔ انھوں نے کہا: جی ہاں۔تب آپ نے فرمایا: پھر طواف وداع کو چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں تم ہمارے ساتھ چلو(55) کیا طواف وداع ایام والی عورت پر فرض نہیں ہے یا اس کے طہر کے دن آنے تک انتظار کرنا چاہیے یا وہ طواف وداع چھوڑ کر جا سکتی ہے،حلبی ذکر کرتے ہیں کہ اس مسئلے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے،مگر راجح مذہب یہی ہے کہ وہ چھوڑ سکتی ہے اور پھر اس فیصلہ کن رائے کو امام نووی کے الفاظ میں یوں ذکر کرتے ہیں:

((قال الإمام النووى رحمه الله وهذا مذهبنا و مذهب العلماء كافة الا ما حكى عن بعض السلف وهو شاذ مردود)) (56)

''امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ ہمارا مذہب ہے اور تمام علماء کا مذہب ہے،مگر جو بعض سلف سے بیان کیا جاتا ہے وہ شاذ اور مردود ہے۔

الغرض حلبی نے سیرت نگاری کے دوران احکام کا استنباط کرتے ہوئے مسلک شافعی کو اہمیت دی ہے۔ شوافع ائمہ کے اقوال کو اہمیت سے نقل کیا ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حلبی نے سیرت نگاری کے دوران مسلک شافعی کی ترجمانی کی کوشش کی ہے۔

⑦ تلفظ اور اعراب کے اظہار پر توجہ دینا

سیرت نگاری کے دوران واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے اور روایات کے متن کو نقل کرتے ہوئے حلبی جس لفظ کی ادائیگی کو مشکل محسوس کرتے ہیں، عام طور پر اس کا تلفظ موقع پر ہی واضح کر دیتے ہیں اور اس کے لیے

الگ سے حاشیہ/فٹ نوٹ یا متعلقہ موضوع کے مکمل ہونے کا انتظار نہیں کرتے۔حلبی کے اسلوب کے اس پہلو کی وضاحت سیرت حلبیہ کے ذیل کے مقام سے کی جاتی ہے۔

بئر معونہ کی طرف سریہ القراء کے حالات کو بیان کرتے ہوئے حلبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عامر بن طفیل کی طرف نامہ مبارک کے تذکرے میں قاصد کا نام دوران عبارت اس طرح ذکر کرتے ہیں:

((فلما نزلوها بعثوا حرام بالحاء المهمله والراء ابن ملحان.. الخ)) (57)

''پس جب وہ اس زمین پر اترے تو انھوں نے حرام حاء بغیر نقطے اور الراء کے ساتھ ابن ملحان کو بھیجا''۔

حلبی نے اس مقام پر حسبِ معمول لفظِ حرام کے تلفظ کو عبارت کے دوران ہی ذکر کر دیا ہے۔

اگر چہ حلبی عام طور پر مشکل محسوس ہونے والے الفاظ کا تلفظ ذکر کرتے ہیں لیکن کچھ الفاظ کی اقسام ایسی ہیں جن کا حلبی نے اہتمام کے ساتھ تلفظ ذکر کیا ہے۔ان میں سے نمایاں تین ہیں:

i- **مقامات کا تلفظ**

ii- **اسماء کا تلفظ**

iii- **القاب واوصاف کا تلفظ**

i- مقامات کا تلفظ

حلبی جب کسی جگہ کا ذکر کرتے ہیں تو عام طور پر اس جگہ کے تلفظ کی ادائیگی کو بھی ذکر کر دیتے ہیں۔حلبی کے اس انداز کی وضاحت سیرت حلبیہ کے ذیل کے اقتباس سے کی جاسکتی ہے:

''بنو جذام کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد جناب دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو لوٹ لیا اور ان سے مال ومتاع چھین کر قید کر لیا۔جب جناب دحیہؓ نے آزاد ہونے کے بعد مدینہ آ کر رسول اللہ کو خبر دی تو آپ نے ایک دستہ جناب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بنو جذام کی طرف روانہ فرمایا''۔(58)

حلبی ''جذام'' کا تلفظ واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

((سرية زيد بن حارثة الى جذام محل يقال له حسمى بكسر الميم المهمله و سكون السين على وزن فعلىٰ وهو موضع وراء وادى القرىٰ)) (59)

''زید بن حارثہ کا جذام کی طرف سریہ۔جذام ایک جگہ کا نام ہے،جس کو حسمی کہا جاتا ہے''۔

بے نقطہ حاء کی زیر اور سین کے سکون کے ساتھ فِعلیٰ کے وزن پر، یہ وادی قری کے پیچھے ایک جگہ ہے۔

ii- اسماء کا تلفظ

حلبی جن شخصیات کے اسماء کی ادائیگی میں قاری کے لیے دقت محسوس کرتے ہیں عموماً ایسے ناموں کے تلفظ کی ادائیگی کو بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ حلبی کے اس معمول کی ذیل کی مثال سے وضاحت کی جاتی ہے:

جناب مرثدؓ رات کے وقت مکہ جا کر قیدیوں کو اٹھاتے اور مدینہ لے آتے تھے۔(60) حلبی جناب مرثد غنویؓ کے نام کے بارے میں لکھتے ہیں:

((ومرثد بفتح الميم واسكان الراء وبالمثلثة والغنوى بغين المعجمة))(61)

''اور مرثد میم کی زبر اور راء کے سکون اور تین نقطوں والے حرف کے ساتھ ہے اور الغنوی نقطے والی عین کے ساتھ''۔

iii- القاب واوصاف کا تلفظ

اگر کسی شخص کا کوئی لقب یا وصف معروف ومنفرد ہو تو حلبی عام طور پر اسے بیان کر دیتے ہیں اور اس لفظ کی ادائیگی کے بارے میں بھی راہنمائی دے دیتے ہیں۔ اس ضمن میں سیرت حلبیہ سے ماخوذ مثال ملاحظہ فرمائیے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو اس دوران ایک مخنّث نے آ کر رسول اللہ کے سامنے طائف کی ایک دوشیزہ کا وصف بیان کیا جسے آپ نے ناپسند فرماتے ہوئے عورتوں پر اس جنس کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا۔(62) بعض روایات میں اس مخنث کا لقب ''ہیت'' ذکر ہے۔ حلبی اس بارے میں لکھتے ہیں:

((وفى الاغانى ان هيتا بكسر الهاء و قيل بفتحها واسكان التحتية بعدها مثناة والهيت الا حمق المخنث)) (63)

''اغانی میں ہے کہ بے شک ھیت ھاء کی زیر کے ساتھ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہاء کی زبر کے ساتھ ہے اور نیچے نقطوں والے حرف کے سکون کے ساتھ ہے۔ جس کے بعد دو نقطوں والا حرف ہے اور الھیت کا معنی احمق ہیجڑا ہے''۔

حلبی اگرچہ تلفظ کے اختلافات کی تفصیل عام طور پر ذکر نہیں کرتے لیکن اگر کہیں اختلاف معروف ہو تو اس کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ حلبی کے اسلوب کے اس پہلو کو ذیل کی مثال سے واضح کیا جاتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بنی قریظہ پر فتح حاصل ہوئی اور یہود کے مرد قتل کرنے کے لیے پیش کیے جانے لگے تو ان قیدیوں میں سے ایک شخص الزبیر بن باطا بھی تھا، جس کی جان بخشی کے لیے جناب ثابت بن قیس نے کوشش کی(64) حلبی الزبیر کے تلفظ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

((و كان في بني قريظة الزبير بن باطاء وهو جد الزبير ابن ابنه عبدالرحمن وهو بفتح الزاى و كسر الموحده كا سم جده و قيل بضم الزاى و فتح المثناة وهو قول البخارى في التاريخ)) (65)

''اور بنو قریظہ میں الزبیر بن باطاء بھی تھا اور وہ الزبیر کا دادا تھا جو کہ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کا بیٹا تھا اور یہ الزبیر زای کی زبر اور ایک نقطے والے حرف کی زیر کے ساتھ اپنے دادا کے نام کی طرح ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ الزای کی پیش اور دوسرے حرف کی زبر کے ساتھ ہے اور یہ امام بخاری کی التاریخ میں منقول ہے''۔

حلبی نے الفاظ کا تلفظ واضح کرنے کی طرح ان کا اعراب ذکر کرنے کی طرف بھی توجہ دی ہے۔ جیسا کہ درج بالا امثلہ سے بھی مترشح ہے۔ نیز اس بارے میں حلبی کے اسلوب کے خصائص کو درج ذیل دو ذیلی عوانات کے تحت واضح کیا جاتا ہے۔

i- اختصار کے ساتھ اعراب کو ذکر کرنا۔

ii- اعرابی غلطیوں کی نشان دہی کرنا۔

i- اختصار کے ساتھ اعراب کو ذکر کرنا

عموماً حلبی دوران تحریر جس لفظ کی ادائیگی کے بارے میں کسی ممکنہ ابہام کو محسوس کرتے ہیں اس کا مختصر اعراب بھی ساتھ ہی ذکر کر دیتے ہیں اور بہت دفعہ اعراب وتلفظ اور معنی وغیرہ اکٹھے ہی مذکور ہوتے ہیں۔ اگر چہ حلبی کا یہ انداز سیرت حلبیہ میں عام طور پر محسوس ہوتا ہے لیکن یہاں وضاحت کے لیے بطور نمونہ سیرت حلبیہ سے ایک مقام پیش کیا جاتا ہے۔ سریہ عبداللہ بن جحش میں مجاہدین نے عمرو بن الحضرمی کو قتل کیا اور عثمان اور الحکم کو قیدی بنایا۔(66) حلبی اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے ساتھ ساتھ منتخب الفاظ کے اعراب کی نشاندہی اس طرح کرتے ہیں۔

((منها اول اسير اسره المسلمون وافلت بفتح الهمزة باقي القوم... فيقولون القتيل عمرو الحضرمي والقاتل واقد فيه عمرت بفتح العين المهملة وكسر الميم الحرب اى حضرت الحرب ووقدت الحرب)) (67)

''پس وہ دونوں پہلے قیدی تھے جن کو مسلمانوں نے قیدی بنایا اور باقی قوم پلٹ گئی۔ افلت ہمزہ کی زبر کے ساتھ ہے۔۔۔۔۔۔ پس وہ کہنے لگے مقتول عمرو الحضرمی ہے اور قاتل واقد ہے اس بارے میں ہے کہ عمرت بے نقطہ عین کی زبر اور ع میم کی زیر کے ساتھ یعنی جنگ حاضر ہوئی اور جنگ بھڑک اٹھی''۔

ii- اعرابی غلطیوں کی نشان دہی کرنا

عام طور پر حلبی اعراب میں اختلاف کی تفصیلی بحث سے گریز کرتے ہیں لیکن بعض اوقات اگر کسی لفظ کے اعراب کے بارے میں کسی کو غلط فہمی ہو چکی ہو تو اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ سیرت حلبیہ سے ماخوذ ذیل کا مقام حلبی کے اسلوب کے اس پہلو کی توضیح کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ دومۃ الجندل میں رومیوں کا ایک بڑا لشکر ہے جو مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ تب آپ پانچ ھجری، ربیع الاول میں دشمن کی سرکوبی کے لیے مجاہدین کا لشکر لے کر دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوئے۔(68)

حلبی دومۃ الجندل کا اعراب ذکر کرتے ہوئے اہل علم کی غلط فہمی کی یوں نشاندہی کرتے ہیں۔

((دومة الجندل بضم الدال و يجوز فتحها و اقتصر الحافظ الدمياطی علی الاول ای و اما دومة بفتح لا غير فموضع آخر و من ثم قال الجوهری الصواب الضم واخطأ المحدثون فی الفتح)) (69)

''دومۃ الجندل دال کی پیش کے ساتھ اور اس پر زبر بھی جائز ہے اور حافظ دمیاطی نے پہلے قول پر ہی اکتفا کیا ہے۔ یعنی صرف زبر کے ساتھ ہی دَومۃ تو یہ کوئی اور مقام ہے۔ اسی وجہ سے جوہری نے کہا ہے کہ درست رائے پیش کے ساتھ ہی ہے اور محدثین نے زبر کے ساتھ پڑھنے میں غلطی کی ہے''۔

الغرض امام حلبی کی سیرت نگاری کا ایک قابلِ ستائش وصف یہ بھی ہے کہ وہ جن الفاظ کی قرأت پڑھنے والے کے لئے مشکل محسوس کرتے ہیں، دورانِ تحریر ان الفاظ کے اعراب اور تلفظ کو ذکر کرنے کی طرف بھی توجہ دیتے ہیں۔

حاصلِ کلام

مذکورۃ الصدر معلومات کی روشنی میں درج ذیل نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

① امام حلبی اپنے عہد کے بڑے عالم تھے۔ انہوں نے عظیم اساتذہ سے علم حاصل کیا اور عوام و خواص کی ایک بڑی تعداد کو مستفید فرمایا۔

② سیرت حلبیہ اگرچہ سیرت النبی کی دو عظیم کتب ''عیون الاثر اور سیرت شامیہ'' کو بنیاد بنا کر لکھی گئی ہے مگر مصنف نے اس کو مرتب کرتے ہوئے گراں قدر معلومات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ کتاب

اپنی الگ شناخت کے ساتھ سیرت النبی پرلکھی جانے والی اہم کتب میں شمار ہوتی ہے۔

③ سیرت نگاری میں امام حلبی نے اگرچہ روایتی معروف ومتداول اسلوب کوترک نہیں کیا مگراس کے باوجود انہوں نے کوشش کی ہے کہ ان کی سیرت نویسی میں قابلِ قدر خوبیوں کا اضافہ ہو، جیسے وہ ایک روایت پر انحصار کرنے کی بجائے کسی واقعہ سے متعلقہ عموماً متعدد روایات کو ذکر کرنے کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ضعیف مرویات کو جلد بازی سے ترک نہیں کرتے۔روایات کے درمیان حتی الامکان مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔روایات کے درمیان اختلاف کی صورت میں یا واقعاتِ سیرت میں سے احکام اخذ کرتے ہوئے، حلبی کے اسلوب کی یہ خوبی ہے کہ وہ اپنی ذاتی رائے مسلط کرنے سے گریز کرتے ہیں اور قاری کوخود سے رائے قائم کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

④ امام حلبی نے سیرت نویسی کے دوران معروف مقامات، اسماء اور القاب وغیرہ کے تلفظّ اور مشکل محسوس ہونے والے الفاظ کی اعرابی حالت ذکر کرنے کی طرف جوخصوصی توجہ دی ہے وہ ان کی سیرت نگاری کا ممتاز وصف ہے۔

⑤ امام حلبی کا تصوّف کی طرف رجحان تھا اور مسلک کے اعتبار سے شافعی تھے۔سیرت النبی کے واقعات کوذکر کرتے ہوئے، حلبی کے ان افکار ونظریات کی جھلک سیرتِ حلبیہ میں کافی مقامات پرنظر آتی ہے۔

⑥ سیرتِ حلبیہ میں اگرچہ سیرت النبی سے متعلقہ معلومات بہت زیادہ مقدار میں بیان کی گئی ہیں مگراس کے باوجود ضمنی موضوعات پربھی کافی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

(1) **المحبی**، محمد بن فضل اللہ ''**خلاصة الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر**'' (دارصادر بیروت س ن) ص 122/3

(2) الزرکلی، خیر الدین ''الاعلام'' (دارالعلم للملائین، بیروت 1980ء) ص 251/4

(3) کحالہ، عمر رضا ''معجم المؤلفین'' (داراحیاء التراث العربی، بیروت 1957ء) ص 3/7

(4) i- الحموی، یاقوت بن عبداللہ ''معجم البلدان'' (دارصادر بیروت 1979ء) ص 301/4

ii- کمال، احمد عادل ''اٹلس فتوحات اسلامیہ'' ترجمہ محسن فارابی (دارالسلام، سعودی عرب۔س ن) ص 87

(5) الکتانی، عبدالحیٔ بن عبدالکبیر ''**فهرس الفهارس والاثبات و معجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات**''

(6) i -المحبی ’’خلاصة الاثر ‘‘ص ص3/478,197,196,185/2,204/1,81-79/81-79

ii- کحالہ ’’معجم المؤلفین‘‘ ص11/109،7/195

(7) بغدادی، اسماعیل پاشا ’’ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون‘‘ (مکتبہ الاسلامیہ والجعفری تبریزی طہران 1947ء) ص2/121

(8) بغدادی، اسماعیل پاشا ’’ہدیۃ العارفین‘‘ (مکتبہ الاسلامیہ والجعفری تبریزی، طہران 1947ء) ص1/754

(9) الزرکلی ’’الاعلام‘‘ ص1/198

(10) بغدادی ’’ہدیۃ العارفین‘‘ ص1/437

(11) i- المحبی ’’خلاصۃ الاثر‘‘ ص1/81-79

ii- البغدادی، اسماعیل ’’ہدیۃ العارفین‘‘ ص1/239

(12) المحبی ’’نفس المرجع‘‘ ص3/122

(13) المحبی ’’نفس المرجع‘‘ ص3/122

(14) المحبی ’’نفس المرجع‘‘ ص3/123

(15) المحبی ’’نفس المرجع‘‘ ص3/174

(16) المحبی ’’نفس المرجع‘‘ ص3/174

(17) الکتانی ’’فهرس الفهارس‘‘ ص1/461

(18) حلبی، علی بن برہان الدین ’’انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون‘‘ (المکتب الاسلامی بیروت س ن) ص1/68

(19) المحبی ’’خلاصة الاثر‘‘ ص3/123

(20) النبهانی، یوسف بن اسماعیل ’’جواہر البحار فی فضائل النبی المختار‘‘ (مرکز اہلِ سنت گجرات، انڈیا 2001ء) ص2/131

(21) i- البغدادی، اسماعیل ’’ہدیۃ العارفین ص5/755

ii المحبی ’’خلاصہ الاثر‘‘ ص3/123

(22) i- کحالہ ’’معجم المؤلفین‘‘ ص7/3

ii- المحبی ’’خلاصہ الاثر‘‘ ص3/124

(23) حلبی ’’انسان العیون‘‘ ص3/370,2/347,1/419

(24) قاسمی، محمد اسلم ’’سیرت حلبیہ اردو‘‘ مقدمہ مترجم (دارالاشاعت کراچی 1999ء) ص1/32

(25) حلبی ’’انسان العیون‘‘ (فہرستِ عنوانات) ص1/420,2/348,3/371

(26) حلبی ''نفس المرجع'' ص2/1

(27) حلبی ''نفس المرجع'' ص2/1

(28) حلبی ''نفس المرجع'' ص3/1

(29) حلبی ''نفس المرجع'' ص2/1

(30) حلبی ''نفس المرجع'' ص2/1

(31) بخاری، محمد بن اسماعیل'' **الجامع الصحیح**'' **کتاب المناقب ، باب هجرة النبی**(قدیمی کتب خانہ کراچی س ن)ص554/1

(32) حلبی ''انسان العیون'' ص52/2

(33) حافظ ابن حجر، احمد العسقلانی''**فتح الباری**'' **کتاب الاذان ،باب بدء الاذان** (دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور 1981ء)ص79/2

(34) حلبی ''انسان العیون'' ص96/2

(35) سورۃ ابراہیم4

(36) حلبی ''انسان العیون'' ص226/1

(37) حلبی ''نفس المرجع'' ص226/1

(38) الشامی، محمد بن یوسف''**سبل الهدی والرشاد** '' **سریه المنذر بن عمرو الساعدی**(دار الکتب العلمیہ بیروت1993ء)ص57/6

(39) حلبی ''انسان العیون'' ص171/3

(40) بخاری''**الجامع الصحیح**'' کتاب المغازی، باب غزوۃ اوطاس، ص619/2

(41) حلبی ''انسان العیون'' ص200/3

(42) حلبی ''نفس المرجع'' ص 30,32,98,110,117,123,127/1

(43) حلبی ''نفس المرجع'' ص 139-142/2

(44) حلبی ''نفس المرجع'' ص 254-255/1,330/2

(45) حلبی ''نفس المرجع'' ص 299-306/3

(46) حلبی ''نفس المرجع'' ص 330/2

(47) ابن ماجہ، محمد بن یزید''السنن'' ابواب المناسک، باب استلام الحجر (ادارہ احیاء السنہ سرگودھا س ن) ص217

(48) حلبی ''انسان العیون'' ص 151/1

(49) حلبی ''نفس المرجع'' ص 30/3

(50) ابن الاثیر، علی بن محمد الشیبانی ''الکامل فی التاریخ'' ذکر ایام العرب فی الجاھلیة (دار صادر بیروت 1965ء) ص 589/1

(51) حلبی ''انسان العیون'' ص 127/1

(52) حلبی ''نفس المرجع'' ص ص 41,59,86,132/3

(53) حافظ ابن حجر ''فتح الباری، کتاب مواقیت الصلاة، باب مواقیت الصلوة و فضلھا، ص 4/2

(54) حلبی ''انسان العیون'' ص 414/1

(55) بخاری ''الجامع الصحیح'' کتاب الحیض، باب المرأۃ تحیض بعد الافاضة، ص 47/1

(56) حلبی ''انسان العیون'' ص 273/3

(57) حلبی ''نفس المرجع'' ص 172/3

(58) حافظ ابن حجر ''فتح الباری'' کتاب المغازی، باب غزوۃ زید بن حارثہ، ص 498/7

(59) حلبی ''انسان العیون'' ص 178/3

(60) السیوطی، جلال الدین عبد الرحمان ''الدر المنثور فی التفسیر بالماثور'' تفسیر النور: 3 (منشورات آیة اللہ العظمی المرعشی قم ایران 1404ھ) ص 20/5

(61) حلبی ''انسان العیون'' ص 165/3

(62) بخاری ''الجامع الصحیح'' کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف ص 619/2

(63) حلبی ''انسان العیون'' ص 116/3

(64) حافظ ابن قیم، محمد بن ابی بکر ''زاد المعاد فی ھدی خیر العباد'' فصل نقض قریظة العھد (موسسة الرسالة بیروت 1996ء) ص 122/3

(65) حلبی ''انسان العیون'' ص 341/2

(66) حافظ ابن قیم ''زاد المعاد'' فصل سریة نخلہ'' ص 151/3

(67) حلبی ''انسان العیون'' ص 156/3

(68) حافظ ابن قیم ''زاد المعاد'' فصل فی غزوۃ دومة الجندل، ص 229/3

(69) حلبی ''انسان العیون'' ص 277/2